چھٹے مرحلے میں ہوگا 889 امیدواروں کی قسمت کا فیصلہ

چھٹے مرحلہ کی پولنگ میں 889 امیدواروں کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہے۔ اس مرحلے میں 8 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں الیکشن ہو رہے ہیں۔ 25 مئی کو پولنگ ہوگی۔ الیکشن کمیشن کے مطابق اس مرحلہ میں کل 57 پارلیمانی حلقوں میں الیکشن ہونے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ پارلیمانی حلقے اترپردیش میں ہیں۔ اترپردیش کے 14 پارلیمانی حلقوں میں 470 امیدوار اپنی قسمت آزما رہے ہیں۔ جبکہ ہریانہ کی 10 پارلیمانی سیٹوں پر 370 امیدوار میدان میں ہیں۔ مجموعی طور پر ہر پارلیمانی حلقہ میں امیدواروں کا اوسط 15 کا ہے۔ اس مرحلے میں 15.2 ملین ووٹر ہیں۔ اس مرحلے میں راجدھانی دہلی کی 7 پارلیمانی سیٹوں پر بھی الیکشن ہوگا۔ اس سال دہلی میں 2019 کے مقابلے میں 885000 زیادہ ووٹر ہیں۔

دہلی کی ساتوں سیٹوں پر خواتین ووٹرس کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ الیکشن کمیشن کا کہنا ہے کہ مرد ووٹروں کی تعداد 340000 ہے جو 2019 کے ووٹروں کے مقابلے 4.3 فیصد زیادہ ہے۔ جبکہ خواتین ووٹروں کی تعداد 545000 ہے جو 2019 کے مقابلے میں زیادہ نہیں بڑھی ہے۔ الیکشن کمیشن کا کہنا ہے کہ دہلی میں ایک ہزار مرد ووٹروں کے مقابلے میں خواتین کا تناسب 851 ہے۔ جبکہ 2019 میں یہ تناسب 818 تھی۔ الیکشن کمیشن کی اعداد وشمار کے مطابق 2019 سے اب تک ووٹروں کی تعداد میں 2.5 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ دہلی میں شفاف اور پرامن انتخابی عمل کو یقینی بنانے کے لئے 13637 پولنگ اسٹیشن بنائے گئے ہیں یہ پولنگ اسٹیشن 2627 مقامات پر بنائے گئے ہیں۔ کچھ مقامات پر خواتین کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں جن میں صرف خواتین پر ہی مشتمل اسٹاف ہوگا۔ اسی طرح ہر پارلیمانی حلقے میں معذور افراد کے لئے ایک خصوصی پولنگ اسٹیشن بنایا گیا ہے۔ دہلی میں انتخابات کو آسان اور محفوظ بنانے کے لئے ایک لاکھ کا پولنگ عملہ تعینات کیا جائے گا۔ سینٹرل آرمڈ فورسیز کی 46 کمپنیاں تعینات کی جائیں گی۔ دہلی پولیس کے 78578 اہلکار تعینات کئے جائیں گے جبکہ 19 ہزار ہوم گارڈ بھی تعینات کئے جائیں گے۔ حساس پولنگ اسٹیشنوں کی تعداد 2891 بتائی گئی ہے۔ ان پولنگ اسٹیشنوں پر حفاظت کے سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ چیف الیکشن کمیشن ان بوتھوں کی کی براہ راست نگرانی کریں گے۔ ڈسٹرکٹ الیکشن آفیسرز شفاف اور جوابدہ کارکرگی کے لئے خصوصی انتظامات کر رہے ہیں اور اس کے لئے ویب کاسٹ ٹیکنالوجی کا استعمال کیا گیا ہے۔

اس مرتبہ دہلی میں ان لوگوں کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں جو پولنگ اسٹیشن نہیں جاسکتے ہیں۔ اس سہولت کو حاصل کرنے کے لئے 5472 عرضیاں آئی تھیں اور اس زمرے میں وہ ووٹران شامل ہیں جن کی عمر 85 سال سے زیادہ ہے۔ اس دفعہ ریٹرننگ آفیسروں سے کہا گیا ہے کہ ای رکشہ اور دیگر گاڑیوں کو استعمال کرکے ووٹروں کو لانے اور واپس لے جانے کا بندوبست کریں۔ اس کام کے لئے 3500 وہیل چیئرس اور 180 ایسے افراد کی تعیناتی کی گئی ہے جو کہ اشاروں کی زبان سمجھتے ہوں۔ اس مرتبہ شدید گرمی کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی انتظامات کئے جارہے ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے اور ایمرجنسی کے لئے طبی عملے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ پولنگ اسٹیشنوں پر فرسٹ ایڈ کی خدمات بھی فراہم کی جارہی ہے۔

دہلی میں سات پارلیمانی حلقے میں چاندنی چوک، مشرقی دہلی، نئی دہلی، شمال مشرقی دہلی، شمال مغربی دہلی، جنوبی دہلی، مغربی دہلی۔ شمال مغربی دہلی محفوظ پارلیمانی حلقہ ہے۔ جو کہ شیڈولڈ کاسٹ کے لئے محفوظ کیا گیا ہے۔ پچھلے 2019 کے لوک سبھا انتخابات میں بی جے پی نریندر مودی لہر میں ساتوں سیٹوں پر بی جے پی جیتی تھی۔ یہی صورت حال 2014 میں بھی تھی۔ 25 مئی کو تمام لوک سبھا سیٹوں پر الیکشن ہوں گے۔

اس مرتبہ دہلی میں ان لوگوں کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں جو پولنگ اسٹیشن نہیں جاسکتے ہیں۔ اس سہولت کو حاصل کرنے کے لئے 5472 عرضیاں آئی تھیں اور اس زمرے میں وہ ووٹران شامل ہیں جن کی عمر 85 سال سے زیادہ ہے۔ اس دفعہ ریٹرننگ آفیسروں سے کہا گیا ہے کہ ای رکشہ اور دیگر گاڑیوں کو استعمال کرکے ووٹروں کو لانے اور واپس لے جانے کا بندوبست کریں۔ اس کام کے لئے 3500 وہیل چیئرس اور 180 ایسے افراد کی تعیناتی کی گئی ہے جو کہ اشاروں کی زبان سمجھتے ہوں۔ اس مرتبہ شدید گرمی کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی انتظامات کئے جارہے ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے اور ایمرجنسی کے لئے طبی عملے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ پولنگ اسٹیشنوں پر فرسٹ ایڈ کی خدمات بھی فراہم کی جارہی ہے۔

چھٹے مرحلے میں 8 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں الیکشن ہو رہے ہیں۔ 25 مئی کو پولنگ ہوگی۔ الیکشن کمیشن کے مطابق اس مرحلہ میں کل 57 پارلیمانی حلقوں میں الیکشن ہونے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ پارلیمانی حلقے اترپردیش میں ہیں۔ اترپردیش کے 14 پارلیمانی حلقوں میں 470 امیدوار اپنی قسمت آزما رہے ہیں۔ جبکہ ہریانہ کی 10 پارلیمانی سیٹوں پر 370 امیدوار میدان میں ہیں۔ مجموعی طور پر ہر پارلیمانی حلقہ میں امیدواروں کا اوسط 15 کا ہے۔

سلطان پور

بندروں سے مل سکتا ہے مینکا کو چیلنج؟

امیٹھی پارلیمانی حلقہ سے لگے سلطان پور انتخابی حلقہ میں کانگریس کا عمل دخل رہا ہے۔ 1952 میں سب سے پہلے کانگریس نے اپنا کھاتہ کھولا تھا۔ 1962 میں کانگریس کا قبضہ رہا۔ 1967 میں ایک آزاد امیدوار گنپت سنہا یہاں کے ایم پی منتخب ہوئے۔ 1971 میں پھر کانگریس قابض ہوگئی۔ 1977 میں ایمرجنسی کے اثر میں جنتا پارٹی کے ذوالفقار اللہ ایم پی چنے گئے۔ مگر 1980 میں کانگریس کے گری راج سنگھ اور 1984 میں کانگریس کے راج کرن کامیاب ہوئے۔ 1989 میں جنتا دل کے امیدوار رام سنگھ کامیاب ہوئے تھے۔

سلطان پور پارلیمانی حلقہ میں اس مرتبہ دوبارہ بی جے پی نے مینکا گاندھی کو ٹکٹ دیا ہے۔ مینکا گاندھی نویں مرتبہ پارلیمنٹ میں جانے کے لئے پر تول رہی ہیں۔ پچھلی مرتبہ 2019 میں مینکا گاندھی نے سلطان پور سے صرف 14 ہزار ووٹوں سے الیکشن جیتا تھا۔ مینکا گاندھی اس مرتبہ بہتر اکثریت سے الیکشن جیتنا چاہتی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ شہر شہر، قریہ قریہ گھوم کر ہر روز پچیس اور تیس کے درمیان جلسے اور نکڑ سبھائیں کر رہی ہیں۔ تمام نکتہ چینیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے مینکا گاندھی اپنے حلقے میں کرائے گئے ترقیاتی کاموں کی بنیاد پر ہی دوبارہ ووٹ مانگ رہی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مینکا گاندھی انتخابی مہم میں وزیراعظم نریندر مودی، وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ اور ان کی سرکاروں کے بارے میں زیادہ تبصرہ نہیں کر رہی ہیں۔ مقامی بی جے پی لیڈر کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے حلقے پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔ یہاں تک کہ کووڈ کے زمانے میں بھی وہ یہاں پر آئی ہیں۔ ہر شخص ان سے ملنا چاہتا ہے۔ سلطان پور پارلیمانی حلقہ میں 18 لاکھ سے زائد ووٹر ہیں اور وہ لگاتار ووٹروں سے بات کرتی ہیں۔ پروین مشرا کا کہنا ہے کہ اب تک وہ گزشتہ پانچ سال میں 13 لاکھ ووٹروں سے مل چکی ہیں۔ لوگ ان کے پاس شکایتیں لے کر آتے ہیں اور اس مدت میں ان کے پاس 80 ہزار سے زیادہ شکایات آئیں اور انہوں نے ان شکایات کا ازالہ کیا ہے۔ ہر صبح کو وہ دو گھنٹے عوام سے ملتی ہیں۔ الیکشن کے دوران بھی ان کا یہی ٹائم ٹیبل ہے۔ جب مینکا گاندھی سے ان کے بیٹے ورون گاندھی کی عدم موجودگی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے ورون سے کہہ دیا ہے کہ حالات کافی حد تک کنٹرول میں ہیں اور اگر ان کو ورون گاندھی کی ضرورت پڑی تو ان کو بلا لیا جائے گا۔ ان کے مقابلے میں انڈیا بلاک کے رام بھوال نشاد کھڑے ہیں جبکہ بی ایس پی نے یدھ راج ورما کو میدان میں اتارا ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ مینکا گاندھی کے لئے 2019 میں زیادہ دقتیں پیش آئی تھیں۔ انہوں نے اس وقت بہت محنت کی تھی اور سماجوادی پارٹی اور بی ایس پی میں سمجھوتہ تھا اور مقامی بااثر شخصیات سونو اور مونو سنگھ بھی کھل کر ان کے خلاف الیکشن لڑ رہے تھے اور اسی وجہ سے شاید مینکا گاندھی کو کم ووٹوں سے کامیابی ملی تھی۔ اس مرتبہ کانگریس اور سماجوادی پارٹی مل کر الیکشن لڑ رہے ہیں۔ یہ سمجھوتہ 2019 کے بی ایس پی اور سماجوادی پارٹی کے سمجھوتہ کے مقابلے میں اتنا کارگر نہیں ہے۔ کئی لوگوں کو لگتا ہے کہ اس پارلیمانی حلقہ میں 2019 کا مقابلہ زیادہ سخت تھا اور ان مذکورہ بالا دونوں بھائیوں نے انتخابی سیاست سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھا ہے۔ اس طرح یہ سیٹ بھارتیہ جنتا پارٹی کے لئے ایک محفوظ سیٹ بن گئی ہے۔

سلطان پور پارلیمانی حلقہ میں اس مرتبہ دوبارہ بی جے پی نے مینکا گاندھی کو ٹکٹ دیا ہے۔ مینکا گاندھی نویں مرتبہ پارلیمنٹ میں جانے کے لئے پر تول رہی ہیں۔ پچھلی مرتبہ 2019 میں مینکا گاندھی نے سلطان پور سے صرف 14 ہزار ووٹوں سے الیکشن جیتا تھا۔ مینکا گاندھی اس مرتبہ بہتر اکثریت سے الیکشن جیتنا چاہتی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ شہر شہر، قریہ قریہ گھوم کر ہر روز پچیس اور تیس کے درمیان جلسے اور نکڑ سبھائیں کر رہی ہیں۔

سماجوادی پارٹی کے امیدوار نشاد پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ وزیر بھی رہے ہیں۔ نشاد پارٹی کے ڈھائی لاکھ ووٹر ہیں۔ کئی حلقوں میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ نشاد فرقہ شاید سماجوادی پارٹی کو بھرپور انداز سے حمایت نہ کرسکے۔ بی ایس پی نے یدھ راج ورما کو میدان میں اتار کر مقابلہ کو دلچسپ بنا دیا ہے۔ وہ ایک کرمی ہیں، مگر پچھلی مرتبہ کرمیوں نے بی جے پی کے لئے ووٹ کیا تھا۔ مینکا گاندھی کو ذات برادری کی سیاست میں زیادہ دلچسپی نہیں ہے اور وہ نہ ہی ان خطوط پر سوچتی ہیں۔ وہ اپنی امیج اور کارکردگی کو عوام کے سامنے لارہی ہیں۔ سماجوادی پارٹی اور بی ایس پی دونوں انتخابی منظرنامے سے تقریباً غائب ہیں۔ راہل گاندھی اور پرینکا گاندھی نے سلطان پور کا دورہ نہیں کیا ہے۔ مینکا گاندھی پرینکا گاندھی اور راہل گاندھی کی رشتہ دار ہیں۔ شاید اسی لئے یہ لوگ سلطان پور آنے سے اجتناب کر رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہاں کے بندر انتخابی مہم میں ایک اہم ایشو بن سکتے ہیں۔ بندروں کا خوف اتنا شدید ہے کہ بہت سے لوگوں نے ناراض ہو کر الیکشن میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کئی گاؤں والوں نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے لوک سبھا انتخابات میں ووٹ نہ ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بہت سے لوگ بندروں کے خوف کا شکار ہوئے ہیں اور ان کے بڑے نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ مگر یہاں کے افسران ان بندروں کے خلاف کارروائی اس لئے نہیں کرتے کہ ان کو لگتا ہے کہ مینکا گاندھی بندروں کے خلاف کوئی کارروائی اچھی نہ سمجھیں۔ مینکا گاندھی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مویشیوں اور پرندوں کی مداح ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اپوزیشن کی غیرموجودگی میں بندروں کے خلاف ناراضگی کوئی بڑا رول ادا کرے گی یا مینکا گاندھی پچھلی مرتبہ سے زیادہ اکثریت سے جیتیں گی۔

☆☆

کشمیر سے کرناٹک تک آوارہ مویشیوں کی تباہ کاریاں

کئی اہم شہروں اور مقامات پر آوارہ جانوروں کا ایشو اہمیت کا حامل ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی کے پارلیمانی حلقہ وارانسی میں وائی فائی کیبل بچھانے کی کارروائی کو بندروں نے کافی نقصان پہنچایا ہے۔ سینٹر فار سائنس اینڈ انوائرمنٹ (سی ایس ای) نے کہا ہے کہ بندر ہندوستان میں زراعت کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مذکورہ ادارے کے مطابق بندروں نے نقصان کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ اس کے نقصانات اعداد وشمار کے ذریعہ بتائے جا رہے ہیں۔ سی ایس ای کی مفصل رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بندر اوپٹیکل فائبر کیبل کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ یہ نقصان موسمیاتی تبدیلیوں اور بے موسم برسات سے بھی کافی ہو رہا ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزاسٹر مینجمنٹ (Nationl Institute of Disaster Management) کا کہنا ہے کہ آوارہ مویشیوں کی وجہ سے زراعتی پیداوار کو ہر سال 500 کروڑ کا نقصان ہو رہا ہے۔ بندروں کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی غیرمعمولی ہے۔ کسانوں کے حقوق کے لئے کام کرنے والے ایک ادارے کھیتی بچاؤ آندولن کی کنوینر اوپی بھاٹیہ کا کہنا ہے کہ 2007 سے 2012 کے درمیان بندروں کے تشدد اور تخریب کاریوں سے 22000 کروڑ کے نقصانات ہوئے ہیں۔

ہماچل پردیش میں 1990 سے لے کر 2004 کے درمیان بندروں کی تعداد میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس مدت میں یہ تعداد 61000 سے بڑھ کر 3.17 لاکھ ہوگئی۔ پورا ہندوستان کشمیر سے لے کر کرناٹک تک بندروں کے غضب کے شکار ہیں۔ اتراکھنڈ کے گاؤں والوں نے زراعت کرنے کے بجائے زمین فروخت کرنے کا متبادل تلاش کیا ہے۔ 2010 سے بہار کے کئی علاقے اس مصیبت کا شکار ہیں۔ وہاں بندر مکتی ابھیان سمیتی بندروں کے خلاف مہم چلا رہی ہے۔ یہی صورت حال کرناٹک میں بتائی جاتی ہے۔ اب سلطان پور کے کئی گاؤں میں بندروں کے ذریعہ کھیتی اور دیگر نقصان کی وجہ سے عوام اس قدر ناراض ہیں کہ انہوں نے احتجاج میں ووٹ نہ ڈالنے کا اعلان کیا ہے۔

منڈی پارلیمانی حلقہ

کانگریس کے دبدبہ والی سیٹ پر کنگنا کا داؤ

ہماچل پردیش پچھلے دنوں سیاسی اتھل پتھل اور موجودہ حکمراں کانگریس پارٹی میں خلفشار کی خبروں کی وجہ سے سرخیوں میں رہا ہے اور اس ریاست کے سیاسی منظرنامے کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کن انداز سے تبصرہ ممکن نہیں ہے۔ اسی ریاست میں بی جے پی نے اہم فلم اداکارہ کنگنا رناوت کو منڈی پارلیمانی حلقہ سے میدان میں اتارا ہے۔ ان کے خلاف کانگریس نے وکرمادتیہ سنگھ کو کھڑا کیا ہے۔ کانگریس کے امیدوار کنگنا کے فلمی کریر کو لے کر نکتہ چینی کرتے رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بی جے پی نے ایک اداکارہ کو ٹکٹ دے کر غلطی کی ہے اور علاقہ کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ایک فل ٹائم سیاست داں کی ضرورت ہے۔ کنگنا رناوت اب ممبئی میں رہتے ہوئے اپنے حلقہ انتخاب پر توجہ نہیں دے پائیں گی مگر کنگنا نے اس نکتہ چینی کا مقابلہ کرنے کے لئے بیان دیا ہے کہ وہ شاید فلمی کریر سے کنارہ کرلیں۔ کانگریس لگاتار ریاست کے سابق وزیراعلیٰ اور آنجہانی ویربھدر سنگھ کی اپنے حلقہ انتخاب کے لئے کی گئی خدمات کو یاد کر رہی ہے۔ کانگریس کے امیدوار وکرمادتیہ سنگھ نے منڈی میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 6 مرتبہ کے وزیراعلیٰ ویربھدر سنگھ نے ریاست کو خوشحالی اور ترقی سے ہمکنار کیا اور اگر وہ انتخابات میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو وہ ان کی وراثت کو آگے بڑھائیں گے۔ خیال رہے کہ منڈی پارلیمانی حلقے میں کلو، منالی آتا ہے جو کہ اپنی دلفریب وادیوں کے لئے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ پوری دنیا سے سیاح کلو منالی آتے ہیں اور یہاں کی معیشت کافی حد تک سیاحتی مقامات اور سیر وتفریح پر منحصر ہے۔ یکم جون کو اس پارلیمانی حلقہ میں الیکشن ہونے ہیں۔ یہ پورا خطہ تاریخی طور پر بھی کافی مشہور ہے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ سکندر اعظم نے یہاں کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر کافی دن تک کافی دن تک یہاں قیام کیا تھا۔ کئی مقامات اسی دور میں تعمیر کرائے گئے تھے جو اس عظیم حلقے اور خطے کی شاندار تاریخ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ علاقہ منفرد تہذیب اور کلچر کے لئے مشہور ہے۔ یہاں کی زبان بالکل الگ ہے۔ کاناسی زبان یہاں کے لوگوں کے ذریعہ بولی جاتی ہے۔ اس پارلیمانی حلقہ کے ملانا کی ایک دور دراز مقام جہاں پر عملہ کا پہنچنا کافی مشکل ہے۔ 990 ووٹران ہیں جن میں مردوں کی تعداد 487 ہے اور عورتوں کی تعداد 503 بتائی جاتی ہے۔ اس علاقہ کے زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ یہاں کے رواج میں مردوں کے لئے آرام لکھا ہوا ہے اور عورتیں زیادہ تر کھیتی باڑی کرتی ہیں اور گھر کا کام کاج بھی کرتی ہیں جبکہ مرد اپنے تمام شوق پورے کرتے ہیں۔ الیکشن کمیشن نے اس مرتبہ منڈی حلقہ کے اس ملانا پولنگ اسٹیشن کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ الیکشن کمیشن کا کہنا ہے کہ 2019 میں اس حلقہ میں پولنگ کی شرح 72.42 فیصد رہی ہے۔ جبکہ 2022 کے اسمبلی الیکشن میں ووٹنگ کی شرح 75 فیصد سے زیادہ رہی ہے۔ تقریباً 1800 نفوس پر مشتمل اس اسٹیشن کی منفرد تہذیب اور کلچر کے علاوہ کھان پان بھی بالکل مختلف ہے۔ بدلتے دور کے ساتھ اگرچہ یہ علاقہ الیکٹرک پول، موبائل ٹاور اور سٹیلائٹ ڈش سے بھی بھر گیا ہے مگر یہاں کی سڑکیں بڑی پرپیچ ہیں اور اونچی نیچی پہاڑیوں نے عام آدمی کی زندگی کو کافی حد تک کافی مشکل بنایا ہے۔ یہاں کے مکانات لکڑی کے بنے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس علاقہ کا طرز تعمیر بالکل منفرد ہے۔ اگرچہ تعمیرات میں لکڑی کے ساتھ پتھر کا بھی استعمال ہوتا ہے یہی لکڑی اور پتھر کے امتزاج نے یہاں کی طرز تعمیر کو بالکل انوکھا بنا دیا ہے۔ کئی حلقوں میں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ یہاں کے لوگ باہر کی دنیا سے اتنے زیادہ متعارف نہیں ہیں جتنے کے ہونے چاہئیں۔ یہی وجہ ہے کہ الیکشن کمیشن اور مقامی عملہ یہاں کے لوگوں کو پولنگ اسٹیشن تک لانے کے لئے مختلف اسکیمیں اور بیداری مہم چلا رہا ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ کانگریس نے وکرمادتیہ کو ٹکٹ دیا ہے جو اپنی ماں پرتھا سنگھ کے الیکشن نہ لڑنے کے بعد خود میدان میں آئے ہیں۔ وہ یہاں کے شاہی خاندان کیونتھال اسٹیٹ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کی ماں پرتھا سنگھ تین مرتبہ منڈی سے ایم پی رہی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ کانگریس کے اثر ورسوخ والی سیٹ ہے۔ جیسا کہ اوپر کی سطروں میں بتایا گیا ہے کہ ویربہادر سنگھ (سابق وزیراعلیٰ) اور ان کی موت کے بعد ان کی بیوی پرتھا سنگھ یہاں کی نمائندگی کرتی رہی ہیں اور اب وکرمادتیہ جو ان کے بیٹے ہیں اس سیٹ پر الیکشن لڑ رہے ہیں۔ یہ سیٹ 1962 میں پارلیمانی سیٹ بنائی گئی۔ ہماچل پردیش کی چار لوک سبھا سیٹوں شملہ (محفوظ)، کانگڑہ، منڈی اور ہمیر پور میں یکم جون کو پولنگ ہوگی۔ ☆